علم اسماء الرجال اور
عربی زبان، فنِ ادب اور لغت

محمد حفیظ اللہ پھلواروی

راویوں کے حالات جاننے اور معتمد اور غیر معتمد میں فرق کرنے کے لئے "اسماء الرجال" کا فن علماء اسلام نے ایجاد کیا اور فن تنقید کا یہ ایک بیش بہا اسلامی کارنامہ ہے اور ایک نہایت مکمل اور بہت ہی مفید فن جس کی مثال کسی قوم میں نہیں ملتی۔ علم اسماء الرجال ہی کی بدولت پانچ لاکھ اشخاص کی زندگی کے حالات کی تفصیل کے ساتھ جمع کر دیئے گئے، جن میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور چوتھی صدی ہجری تک کے بزرگان دین شامل ہیں۔

صدہا محدثین عظام نے فن اسماء الرجال کی تحقیق وجستجو میں اپنی عمریں تمام کر دیں اور ہر قسم کی معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچایا۔ محدثین کرام نے ان تمام راویوں کے نام ونشان، تاریخ زندگی اور اخلاق وعادات کو محفوظ کر دیا، جن کے توسط سے روایات ان کو پہنچی تھیں۔

اس فن میں سب سے پہلے یحییٰ بن سعید القطان حنفی نے کتاب لکھی، ابوزرعہ رازی، ابو حاتم، امام بخاری، امام مسلم، ابواسحاق جرجانی، یحییٰ بن معین وغیرہ نے اسماء الرجال میں ید طولیٰ حاصل کیا۔

تیسری صدی ہجری کے بعد اس فن کو زیادہ عروج ہوا اور کثرت سے کتابیں لکھی گئیں۔ حافظ مزی کی تصنیفات میں "تہذیب الکمال" کو جو اسماء الرجال کی نہایت مستند کتاب ہے، بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

فن اسماء الرجال کے ترتیب دینے والوں کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ امام معاذ بن معاذ کو ایک شخص نے دس ہزار دینار محض اس لئے پیش کرنا چاہے کہ ایک شخص کو معتبر یا غیر معتبر کچھ نہ کہے۔ لیکن آپ نے یہ کثیر رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا: "میں حق کو چھپا نہیں سکتا۔"

ڈاکٹر اسپرنگر نے علامہ شیخ ابن حجر کی کتاب "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ ڈاکٹر

موصوف دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ”مسلمانوں کے علوم کی عزت علم اسماء الرجال ہے۔ آج تک نہ تو ایسی کوئی قوم گزری اور نہ اب موجود ہے کہ جس نے ہر ایک اہل علم کے حالات زندگی قلم بند کئے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی کتب رجال جمع کئے جائیں تو غالباً ہم کو پانچ لاکھ مشاہیر علماء کا تذکرہ مل جائے گا۔ ان کی تاریخ میں کوئی قریہ اور جگہ ایسی نہیں ہے کہ جس کے کسی آدمی کا ذکر اس تذکرہ میں نہ ہو۔“

مسٹر گب کے بیان کے مطابق مسلمانوں کا یہ عدیم المثال کارنامہ ہے کہ اس کے ذریعہ انہوں نے ہزاروں افراد کے شخصی حالات، عادات اور کردار کو پوری طرح چھان بین کر کے محفوظ کر دیا۔

عربی زبان، فنِ ادب اور لغت: قرآن مجید کی اشاعت سے دنیا میں ایک نئی اور پُرقوت زبان رائج ہوئی جو کم از کم پانچ سو برس تک علم وحکمت اور تہذیب وتمدن کی اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ثابت ہوئی۔

قرآن مجید کے تقدس اور کمال صحت کی وجہ سے خود عربی زبان ایک مکمل صورت اختیار کر گئی۔ قرآن مجید کے کامل تحفظ کی بدولت زبان عربی تمام ممالک اسلامیہ میں مروج ہوئی اور مکمل حالت میں محفوظ رہی۔ قرآن مجید ہی کی بدولت مسلمانان عالم میں دینی اتحاد چلا آیا ہے۔ آٹھویں صدی سے گیارہویں صدی تک عربی زبان تمام دنیا میں تہذیب و تمدن کا سب سے اہم ذریعہ تھی۔ (قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات: ۱/۲۲،۲۵)

فن ادب کے میدان میں مسلمان خصوصیت کے ساتھ کمال عروج رکھتے تھے اور یہ ان کا خاص امتیازی فن تھا، عیسائی مؤرخ جرجی زیدان کے قول کے مطابق ادب اور شعر میں خلفاء کو خاص دلچسپی تھی اور فرانسیسی مورخ سیدیو کے الفاظ میں عربوں کا معجزہ دیکھو کہ وہ اپنے مفتوحہ ممالک میں دین اسلام کا نور، اپنی کامل زبان اور اپنے اشعار کے لطائف ایک ساتھ پھیلاتے چلے گئے۔ گویا دنیا کی قومیں اسی انتظار میں بیٹھی تھیں کہ عرب فاتحین کی ہر ادا کو دلی رغبت سے اختیار کر لیں۔

آٹھویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک عربی زبان کا بہت عروج رہا اور یہ زبان تہذیب وتمدن کی اشاعت کا سب سے اہم ذریعہ تھی اور اس زمانہ کے ہر علم وفن پر بے شمار اعلیٰ پیمانہ کی کتابیں عربی زبان میں تصنیف ہوئیں۔ اس زمانے میں عربی، علم وفلسفہ اور ادب وکلچر کی زبان تھی اور عربی زبان کے بولنے والے اس وقت کی علمی دنیا کے صحیح معنوں میں امام تھے۔ جارج سارٹن کا بیان ہے کہ آٹھویں صدی سے لے کر گیارہویں صدی کے نصف تک بنی نوع انسان کی سائنٹفک اور ترقی یافتہ زبان عربی تھی۔ اس زمانہ کی تمام پُرمغز اور بار آور کتابیں عربی زبان میں لکھی جاتی تھیں۔

فلپ کے ہٹی لکھتا ہے کہ:

”آج بھی عربی زبان کم وبیش پانچ کروڑ انسانوں کی زبان ہے۔ قرون وسطیٰ میں صدیوں تک عربی زبان ساری متمدن دنیا میں علم وثقافت اور ترقی پسند تفکر کے اظہار کا واحد ذریعہ بنی رہی۔ نویں صدی سے لے کر بارہویں صدی کے درمیانی زمانے میں فلسفہ، طب، تاریخ، ہیئت اور جغرافیہ کی جتنی کتابیں

عربی زبان کے ذریعہ عالم وجود میں آئیں، اتنی کسی اور زبان میں نہیں لکھی گئیں، مغربی یورپ کی زبانوں پر آج بھی عربی اثرات موجود ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط اور تیرہویں صدی کے آغاز کے درمیانی زمانے میں عربی زبان بولنے والے ہی ساری دنیا میں تہذیب وتمدن کے مشعل بردار بنے ہوئے تھے۔ عربی زبان ہی واسطہ تھی جس کے ذریعہ قدیم سائنس اور فلسفہ کی بازیافت ہوئی، ان میں اضافے ہوئے، ان کی اشاعت ہوئی اور ان سے مغربی یورپ میں نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔ عربی زبان جہاں کہیں اور جب کبھی استعمال کی گئی، وہاں شعر کا مذاق بڑے زوروشور کے ساتھ فروغ پاتا رہا۔ بے گنتی اشعار ایک دوسرے تک زبانی منتقل ہوتے اور اعلیٰ اور ادنیٰ ہر ایک سے داد تحسین حاصل کرتے تھے، الفاظ کے حسن وترنم سے محظوظ ہونا عربی بولنے والی قوموں کی خاص صفت تھی۔"

ڈاکٹر ڈریپر لکھتا ہے کہ "شعروسخن میں عربوں نے ہر دلچسپ ونتیجہ خیز مضمون پر کتابیں لکھیں، ان کو اس امر پر ناز تھا کہ اکیلے عرب نے جس قدر شاعر پیدا کئے ہیں وہ تعداد میں دنیا بھر کے شاعروں سے بھی زیادہ ہیں۔

امریکن پادری ایس ایم رومیز فیلو آف دی رائل جغرافیکل سوسائٹی کا بیان ہے کہ:

عربی زبان کی نفاست کا سب سے بڑا سبب اعلیٰ لٹریچر ہے، صرف نظم میں ہی عربوں نے اس قدر کمال حاصل کیا ہے کہ وہ ساری دنیا کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ گرامر، منطق اور معانی میں انہوں نے اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ کوئی کیا لکھے گا، بغداد اور قرطبہ کے عرب مؤرخوں نے اپنی تصنیفات سے کتب خانے بھر دیئے۔

اسلام کے عروج کے وقت عربی زبان کا دوسری زبانوں پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ ایرانی زبان میں عربی ابجد، عربی الفاظ اور جملے اس قدر مل گئے ہیں کہ بعض ایرانی کتابوں کے تقریباً تمام الفاظ عربی ہیں۔ صرف گرامر ایرانی ہیں، ہندوستانی زبان کے تین چوتھائی الفاظ عربی ہیں۔ ترکی زبان میں بھی عربی الفاظ اور جملے ہیں، ملائی زبان پر بھی عربی کا بہت اثر پڑا ہے اور افریقہ میں عربی کا اثر بیش از بیش پڑا ہے۔ سارے شمالی افریقہ پر یہ زبان مسلط ہوگئی ہے اور آج تک اس کا دائرہ اثر بڑھ رہا ہے، وسطی افریقہ میں سب جغرافیائی نام عربی ہیں۔ جنوبی سوڈان، ہوسا اور گنی کی زبانوں میں کئی عربی الفاظ اور محاورے مستقل موجود ہیں۔ فرانسیسی اور انگریزی زبانیں بھی سائنٹفک اور ٹیکنیکل الفاظ کے لئے عربی کی زیر بار احسان ہیں۔"

ایس پی اسکاٹ لکھتا ہے کہ "عربی زبان مسلمانوں کا خیال ہے کہ از روئے محاورات وغیرہ نہایت مکمل زبان ہے اور اس پر نحویوں نے خاص طور پر توجہ کی ہے، اس موضوع پر ان کی بے شمار مفصل اور حیران کن کتابیں ہیں، ایک

کتاب میں جس کے سو حصے ہیں، صرف تذکیر و تانیث سے بحث کی گئی ہے، علم نحو کی بڑی قدر تھی۔“

عہد بنو امیہ میں اصول لغت کی تدوین ہوئی۔ ابوالاسود دولی نے زیاد بن ابی سفیان سے اجازت لے کر نحو کے قواعد وضع کئے، ان سے عتبہ بن مہران المہدی نے اس کی تعلیم حاصل کی، غرض یہ کہ عربی علم اللسان کا باقاعدہ آغاز ابوالاسود نے کیا۔ یہ بصرہ کا رہنے والا تھا، اس کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔

تمام مؤرخین اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے نحو کے قواعد ابوالاسود نے وضع کئے۔

ابوعمرہ بن العلام متوفی ۱۵۴ھ ادبیات کا بہت بڑا عالم تھا اور علم نحو و لغت کا سرچشمہ۔ خلیل بن احمد متوفی ۱۷۴ھ/ ۷۸۶ء نے علم نحو کی تدوین میں بڑا حصہ لیا، خلیل پہلا شخص ہے جس نے عربی زبان کو باقاعدہ ضبط کیا۔ تدوین لغت کی طرح ڈالی اور عربی رسم الخط کو موجودہ مستعمل شکل بخشی۔

خلیل کی لغت کا نام ”کتاب العین“ تھا جس کو وہ مکمل نہ کر سکا۔

خلیل بن احمد کے ایرانی شاگرد سیبویہ متوفی ۱۷۷ھ کی شہرۂ آفاق تصنیف ”الکتاب“ فن لغت کی پہلی کتاب ہے، اس مضمون پر عربوں نے آئندہ جو کچھ لکھا پڑھا وہ اسی کتاب کی بنیاد پر ہے۔

ابونواس متوفی ۱۲۹ھ لغت کا ماہر اور عربی اشعار و اخبار کا بڑا راوی ہے۔ جاحظ کا بیان ہے کہ میں نے ابونواس سے زیادہ کسی کو لغت کا عالم اور فصیح لہجہ والا نہیں پایا۔

فراابویحیٰ ابن زیاد متوفی ۲۰۷ھ نحو و لغت اور فنون ادب کا امام سمجھا جاتا ہے۔

ابوعبیدہ متوفی ۲۰۹ھ کو ادبیات اور علوم اخبار و انساب میں بڑی جامعیت حاصل تھی۔

امام اصمعی متوفی ۲۱۴ھ ادب اور لغت کے امام سمجھے جاتے ہیں، وہ عرب کے بادیہ میں رہ کر الفاظ و محاورات لکھتے رہے، ان کی کتاب ”اصمعیات“ بہت مشہور ہے۔

ابن قتیبہ ابوعبداللہ محمد بن مسلم الکوفی دینوری متوفی ۲۷۶ھ عرب کے نہایت مستند مؤرخ، نحوی اور ادیب تھے، لسانیات پر دو بڑی معرکۃ الآرا کتابیں لکھیں۔ ایک کتاب ”کتاب ادب الکاتب“ دوسری کتاب ”مافی الشعر“ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

ابن ابی یعقوب الندیم (محمد بن اسحاق اللولاق) متوفی ۲۸۶ھ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف الفہرست (کتاب فوز العلوم) مرتب کی جس میں اس وقت کی تمام عربی کتابوں کی فہرست اور ان کے متعلق مختصر معلومات شامل ہیں۔

ابوبکر محمد ابن الحسن ابن درید الازدی متوفی ۹۳۳ھ شاعر، لغت نویس و نسب نامہ نویس تھا، اس کا شاہکار ایک ضخیم عربی لغت موسمہ بہ ”الجمہرۃ فی اللغۃ“ ہے۔

ابوالفرج علی ابن الحسن ابن محمد ابن احمد القریشی الاصفہانی متوفی ۳۵۶ھ/ ۹۶۷ھ شاعر اور مؤرخ تھا، اس کی

تصنیف ''کتاب الاغانی'' عرب اشعار، موسیقی وآثار قدیمہ کا خزینہ ہے۔ اس میں عربی ادب وفنون لطیفہ کے سابقہ اصحاب قلم کی تحقیق وتجسس کا اندوختہ شامل ہونے کی وجہ سے وہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ بیس جلدوں میں ۱۲۸۵ء میں ''بولاق'' سے شائع ہوئی۔

ابو بکر یوسف الدین ابی بکر محمد سراج الدین الخوارزمی متوفی ۳۸۲ھ لغت اور الٰہیات میں امام، اشعار واخبارِ عرب کا عالم، زبان کے اسرار وتراکیب کے خواص سے واقف تھا، اس کی مشہور کتاب ''مفتاح العلوم'' علم صرف وغیرہ کے سلسلہ میں ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر شامل ہے۔ ابو القاسم اسماعیل بن عباد الصاحب الطالقانی متوفی ۳۸۵ھ نے ایک ضخیم لغت ''کتاب المحیط'' سات جلدوں میں مرتب کی۔

ابو العلاء المعری متوفی ۴۴۹ء احمد بن عبداللہ بن سلیمان تنوخی، ان کی بیشتر تصانیف صلیبی جنگوں کی تباہیوں میں تلف ہوگئیں۔ صرف سقط الزند، لزومیات، درعیات، مجموعۂ مکاتیب، رسالۃ الملائکہ رسالۃ الغفران بچ گئیں۔ رسالہ الغفران ڈانٹے DANTE کی ''ڈیوائن کامیڈی'' اور ملٹن کی ''جنت گم گشتہ'' سے بہت زیادہ مشابہہ ہے۔ اس کی تصنیف ''کتاب الایک والعضون'' جو سو جلدوں پر مشتمل تھی، اور علوم وادب میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی تھی ناپید ہے۔

بدیع الزماں ہمدانی متوفی ۳۹۸ھ عربی زبان کا بے مثل ادیب تھا۔ اس کی کتاب مقامات ہمدانی عربی ادب کی بلند پایہ کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ محمود کاشغری (۴۳۶ھ) نے مشہور لغت ''دیوان لغات الترک'' لکھی۔

عبدالقاہر جرجانی متوفی ۵۰۲ھ علم نحو کے استادوں میں شمار ہوتے ہیں، ان کی علم نحو میں اہم کتابیں ہیں جن بں ایک ''العوامل'' ہے۔ ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی (خطیب تبریزی) متوفی ۵۰۲ھ میں عربی ادب اور لغت میں ہبت بڑا امام مانا جاتا ہے۔

ابو القاسم بن علی بن محمد بن الحریری متوفی ۵۱۶ھ کا پایہ علم وادب میں بہت بلند ہے۔ اس کی تصانیف میں ''درر الغواص فی اوہام الخواص''، علم نحو میں ''ملحۃ الاعراب'' ایک مجموعہ مکاتیب، پھر ''مقامات'' لکھی جو اس کی بہترین یادگار ہے۔ مقامات میں پچاس مقامے ہیں۔

ابو الفضل احمد بن محمد میدانی متوفی ۵۱۸ھ نیشاپور کا رہنے والا تھا، عربی قواعد اور لغت میں استاد تھا، اس نے نحو پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اس کی مشہور کتاب ''مجمع الامثال'' اور ''السامی فی الاسلامی'' ہیں۔ ''مجمع الامثال'' میں عربی کی مشہور امثال جمع کردی گئیں ہیں اور السامی میں مذہبی، ہیئتی، جغرافیائی معلومات اور حیوانات کے نام فارسی ترجموں کے ساتھ درج ہیں۔

علامہ مقریزی کا بیان ہے کہ فن لغت میں وہ مشہور کتاب جس کو اسماعیل بن القاسم نے تصنیف کیا ہے، لغات پر

حاوی ہے، ان ہی کی کتاب الف مقصورہ ممدودہ ومہموزہ میں ایسی ہے کہ اس جیسی اب تک نہیں لکھی گئی، محمد بن عامر العزی المعروف بابن القوطبہ کی کتاب الافعال جس پر ابن طریف نے کچھ بڑھایا ہے، وہ کتاب ایسی ہے کہ اس جیسی اس فن میں اور کوئی کتاب نہیں ہے، ابوتمام بن غالب المعروف بہ البنانی کی کتاب فن لغت میں ایسی ہے کہ اس جیسی مختصر اور مستند کتاب اس فن میں نہیں لکھی گئی ہے۔ احمد بن ابان بن سید کی کتاب موسومہ کتاب العالم فن لغت میں ایک سو جلدوں میں ہے اس میں تمام اجناس کو لیا گیا ہے، آسمان سے شروع اور ذرہ پر ختم کیا ہے۔

ابوالحسن علی ابن اسماعیل المرسی ابن سیدا (نابینا) متوفی ۱۰۶۵ء یا ۱۰۶۶ء نے عربی لغت کی کتاب ''المحکم المحیط الاعظم'' تصنیف کی۔

الانباری متوفی ۵۷۷ھ نے لسانیات پر ایک بڑی معرکہ کی کتاب تصنیف کی جس کا نام ''نزہتہ الالباء فی طبقات الادباء'' ہے۔ انہوں نے ایک کتاب عربی قواعد پر لکھی جس کا نام ''اسرار العربیہ'' ہے۔ حسن بن محمد الصاغانی متوفی ۶۵۰ نے ''الشوادو فی اللغات'' لکھی۔ ابن الحاجب متوفی ۶۴۶ھ عربی قواعد کا محقق تھا، اس کی دو کتابیں ''کافیہ'' اور ''شافیہ'' نحو میں ہیں، عروض پر اس کی تصنیف ''کتاب المقصد الجلیل فی علم التحلیل'' ہے۔

امام صنعانی لاہوری (رضی الدین صنعانی) متوفی ۶۵۰ھ (بغداد) نے فن لغت میں ''العباب الزاخر واللباب الفاخر'' بیس جلدوں میں لکھی اور ''مجمع البحرین'' بارہ جلدوں میں۔ علامہ نویری متوفی ۷۳۲ھ نے علوم وفنون پر اپنی مشہور کتاب ''نہایت الارب فی فنون الادب'' بیس جلدوں میں لکھی۔

ابونصر اسماعیل ابن حماد الجوہری متوفی ۱۰۰۲ھ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تاج اللغات'' مرتب کی جو ''صحاح جوہر'' کے نام سے مشہور ہے لیکن الجواہری اس لغت کو حرف ''ض'' تک لکھ سکا۔ اس کے شاگرد اسحٰق ابراہیم نے مکمل کی۔

الخضر فی الافریقی (جمال الدین ابوالفضل محمد ابن المکرم ابن علی ابن منظور الانصاری) متوفی ۱۳۱۱ھ نہایت درجہ سہولت بخش اور ضخیم عربی لغت (لسان العرب) کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے دنیائے علم میں زندہ رہے گا۔ احمد فارسی نے اس کو بیس جلدوں میں تفسیر، حاشیہ اور تمہید کے ساتھ ۱۸۸۳ء میں بولاق سے شائع کیا۔

ترک اپنے دور کے آغاز میں عربی زبان سیکھتے اور بولتے تھے، اور اس میں گراں قدر تالیفات بھی کرتے تھے، مثلاً فیروز آبادی، برکوی متوفی ۹۸۱ھ ابوالسعود، فناری، ملاخسرو، جامی، خبانی، خواجہ زادہ، حاجی خلیفہ، طاش کبریٰ ''کتاب التنبیھہ علی غلط الجاھل والنبیہ'' ابن کمال پاشا۔

خود عثمانی بادشاہ ترکی زبان وادب کی طرح عربی زبان وادب بھی سیکھتے تھے، ان میں بعض تو عربی میں شاعری کرتے اور عربی شاعری کی روایت کرتے تھے، مثلاً سلطان احمد اول۔ ترکی علماء نے عربی زبان کی طرف التفات میں کمی اور بے رغبتی سلطان محمود ثانی اور اس کے بیٹے عبدالمجید اول کے عہد میں کی۔ اس لئے کہ ان دونوں نے ترکی

زبان کو زندہ لیا۔

طاش کبری زادہ متوفی ۹۶۸ھ نے کتاب ''مفتاح السعادۃ'' ترتیب دی جس کی ترتیب علوم پر ہے۔ علم کے تذکرہ کے بعد اس علم کے مصنفین اور تصانیف کے تذکرے ہیں۔

حاجی خلیفہ چلپی متوفی ۱۰۶۷ھ نے اپنی کتاب ''کشف الظنون'' میں حروف تہجی کے بموجب کتابوں کے نام اور ان کے مصنفین کا تذکرہ کیا ہے۔

زبان اور اس کے علوم میں نمایاں کمال حاصل کرنے والوں میں ابن مالک مؤلف ''الفیہ'' متوفی ۶۷۲ھ لسان العرب کا مؤلف جمال الدین بن منظور متوفی ۷۱۱ھ المغنی فی النحو کا مولف جمال الدین بن ہشام متوفی ۷۶۱ھ اور قاموس کا مصنف فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے عربی زبان کے قواعد شرح وسط سے لکھے اور اس کے تمام مواد کو ڈکشنریوں اور دیگر کتابوں میں جمع کیا ہے۔

دیگر عام مؤلفین میں، نویری مؤلف ''نہایت الارب فی فنون الادب'' متوفی ۷۳۲ھ جلال الدین سیوطی متعدد گراں قدر کتابوں کے مؤلف متوفی ۹۱۱ھ کمال الدین دمیری مؤلف حیاۃ الحیوان متوفی ۸۱۸ھ ہیں۔ ان حضرات کو منتشر علمی وادبی مباحث کو ایک جامع تصنیف میں یکجا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ تقریباً وہی کام تھا جسے آج کل انسائیکلو پیڈیا سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان تفاصیل سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی زبان کو بایں ہمہ حوادث روزگار تلف ہونے سے محفوظ رکھا اور اپنے دین اور اپنی کتاب کو بچالیا۔ حتیٰ کہ اس دور انحطاط میں بھی اس کے لئے یکے بعد دیگرے ایسے مایۂ ناز علماء پیدا کئے جو اس زبان میں پیدا ہونے والے نقصانات کی تلافی کرتے رہے۔ اور اسے نیست ونابود ہونے سے بچاتے رہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

نجوم سماء کلما انقض کوکب　　　بدا کوکب تھوی الیہ کواکبہ

یکے بعد دیگرے آنے والے علماء آسمان کے تارے تھے کہ جب ان میں سے ایک گرتا تھا تو دوسرا تارا ان کی جگہ لے لیتا تھا اور اس کے اردگرد دوسرے تارے جمع ہوجاتے تھے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ (مصنف اظہار الحق) کا حافظہ

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرمایا کہ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کا حافظہ بڑا زبردست تھا طب کی مشہور کتاب ''قانون شیخ'' کے چند اوراق کسی جگہ دیکھ لیے اور گھر واپس آکر سب کو نقل کرلیا ''افق المبین'' کا ایک ورق سن کر دوبارہ اس کو حفظ سے پڑھ دیا مولانا کو جائیداد ملی تھی پٹواری کو بلا کر جائیداد کے متعلق تمام کاغذات سن لیے اسی وقت تمام یاد ہوگئے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۲۴/۱۶۱)